عصر حاضر میں بہتان کی سماجی ہلاکت خیزی اور تدارک از روئے شریعت

Social isolation and destruction on the part of blaming in contemporary time, in the light of shariah

Dr. Noor Hayat
Associate Professor & Chairman Department of Islamic Studies, NUML Islamabad
Email: Hod-is@numl.edu.pk

ISSN
2708-6577

ABSTRACT

When the Holy prophet Muhammad (SAW) came into this world, the society was indulged in endless social and moral illnesses. Due to these illnesses, people of that time were on the edge of destruction. Everyone had a headache from it, but it was difficult for them to detach themselves from it. In these situations, ALLAH sends Holy prophet (PBUH) upon to humanity as Rahmat-ul-lil-alameen. He (PBUH) dragged out the people from this mean situation, in which they were imprisoned. One of the important of these illnesses was "blaming", which is the sole of destruction and ruin for the society. The intensity of this social illness can be measured that it was strictly prohibited by Him (SAW) to Ummah. In the contemporary world, human is again seen to be indulged into same moral illnesses of ignorance i.e. blaming. Moreover, just not only the common man, but also the political and religious people have been enslaved by this illness. On the political ground, for oppressing and weakening an opponent, this disaster is used to assure their silence. In the same manner, on religious platforms, it is also used to oppress confronting person of another religious sect in order to press him and in captivate him.
Accordingly, it is very important to aware humanity about this moral social and illness, so that the society can achieve tranquility and satisfaction. Serenity and tranquility are the supreme basis for human. Likewise, the Holy Quran addressed this ignorant society of Makkah and called them toward Imān and Akhlāq, in order to recover the original basis of humanity. This article aims to search out the causes of this hat social and moral illness just like a crime and lead them for improvement and prosperity. This article constitutes of four sub-chapters;

Chapter one: *Definition of "blaming" and its type*
Chapter two: *Orders for "blaming" in the light of Quran and Sunnah*
Chapter Three: *Impacts and damages of "blaming"*
Chapter four: *Preventions of the impacts and damages of "blamin."*
Finally: ***conclusions and recommendations.***

Keywords: *blaming, Akhlāq, humanity, dragged out, Quran and Sunnah.*

نبی محترم و مکرم ﷺ ایک ایسے دور میں تشریف لائے کہ انسانی سماج میں انواع و اقسام کی سماجی اور معاشرتی بیماریاں ہر سو پھیلی ہوئی تھیں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے انسان تنگ آمد بجنگ آمد کی تصویر بنا ہوا تھا۔ ہر انسان اس سے پریشان تھا، تاہم اس سے خلاصی ممکن نہیں تھی۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر رحم کھاتے ہوئے اپنے آخری رسول ﷺ کو حقیقتاً رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے ان بیماریوں سے انسان کو نجات عطاء کی، جن میں وہ گرفتار تھا۔ ان بیماریوں میں ایک بہتان کی بیماری تھی جو سماج کے لیے تباہی اور ہلاکت لاتی ہے۔ اس کی ہلاکت خیزی اس قدر تھی کہ جس سے نبی مہربان ﷺ نے اپنی امت کو منع کیا ہے۔ دور حاضر میں ایک مرتبہ

پھر انسان اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ عام انسان کیا، تقریباً ہر سیاسی و مذہبی انسان اس میں مبتلا ہے۔ آج سیاسی میدان میں اپنے حریف کو دبانے اور کمزور کرنے کے لیے اس وبا کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح مذہبی حوالے سے اپنے مسلک کے مخالف انسان کو تاڑنے و پچھاڑنے کے لیے بہتان تراشی کی وبا ہر طرف نظر آتی ہے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے میں انسانوں کو اس قسم کی مہلک بیماری سے آگاہ کرتے ہوئے توجہ دلائی جائے، تاکہ معاشرہ میں سکون واطمینان اور امن کو دوام ملے۔ پر امن و پر سکون زندگی انسان کی ایک اہم ضرورت ہے، جس کی نشاندہی کرتے ہوئے قرآن مجید نے اہل مکہ کو اس کی یاد دلائی اور ایمان کی طرف دعوت دی۔ اس سلسلے میں یہ مقالہ دیگر جرائم کی طرح انسانوں کو اس کی ہلاکت خیزی سے نفرت دلانے کا باعث ہو گا اور بہتری کی طرف لے جانے کا سبب بنے گا۔

مبحث اول: بہتان کا تعارف اور اقسام

بہتان کا لغوی مفہوم: بہتان کا لفظ اردو میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

ہکا بکا رہ جانا، حیرانی سے خاموش اور دم بخود ہونا۔[1] قرآن مجید میں بہتان کا لفظ مذکورہ معنٰی میں اس طرح استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾[2](حیران رہ گیا وہ شخص جس نے انکار کیا،یعنی جو کافر تھا)علامہ جوہری بہتان کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:بهته بهتا: أخذه بغتة[3] (اسے اچانک پکڑا تو وہ ہکا بکا رہ گیا) جیسا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ [4] یعنی قیامت اچانک برپا ہو جائے گی جو ان کو مبہوت کرے گی۔ اسی طرح بهته بهتا کا، مطلب کسی پر ایسے کام کی الزام تراشی اور تہمت لگانا ہے، جو اس نے نہیں کیا ہو۔ جیسا کہ جوہری لکھتا ہے:قال عليه ما لم يفعله، فهو مبهوت [5] یعنی کسی پر اس طرح غیر متوقع تہمت اور الزام لگانا، جس سے وہ دم بخود رہ جائے۔ جب کوئی شخص کسی پر بہتان لگائے تو کہا جاتا ہے:**باهت الرجل**: چونکہ بہتان میں جھوٹ کا عنصر پایا جاتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے۔البهت و البهتان: یعنی جھوٹ کہنا[6]۔اس صریح جھوٹ اور غیر متوقع الزام کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہتانِ عظیم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾[7](یہ تو بہت بڑا بہتان ہے "یعنی صریح جھوٹ ہے)۔ یہاں بہتان کے معنٰی الزام کے ہیں، جسے سن کر انسان کی طبیعت بگڑ کر دم بخود اور ششدر و حیران رہ جائے۔ انگریزی زبان میں بہتان کے لیے non-Plus , mendacity , Perplexed ،Falsification, Falsehood(ہکا بکا رہ جانا) [8] جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ عربی میں بہتان کا معنی دہشت، بطلان اور جھوٹ کے گرد گھومتا ہے۔

بہتان کی اصطلاحی تعریف:

قال الازهري: قال ابو اسحاق (البهتان): الباطل الذى يتحير من بطلانه[9] جبکہ موسوعۃ نضرۃ النعیم میں بہتان کی تعریف یوں کی گئی ہے:**البهتان**: هو الكذب والافتراء الباطل الذى يتحر منه[10](بہتان جھوٹ اور باطل افتراء کو کہتے ہیں، جس سے آدمی حیران ہو جائے)کفوی لکھتا ہے:البهتان هو الكذب الذى يبهت سامعه اى يدمهش له ويتحير وهو افحش من الكذب[11](بہتان وہ جھوٹ ہے جو اپنے سامع کو مبہوت کر دیتا ہے یعنی جسے سن کر وہ دہشت اور ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے اور یہ جھوٹ سے زیادہ فحش ہے)۔

پس بہتان یہ ہے کہ: جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف ناکردہ گناہ یا برائی منسوب کی جائے۔ بالفاظِ دیگر بہتان ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جس کو سن کر وہ سننے والا حیران و ششدر رہ جائے [12] فروق اللغویہ میں کچھ اضافہ کے ساتھ بہتان کی یہ تعریف کی گئی ہے:كل ما يبهت له الاسنان من ذنب وغيره [13](ہر وہ گناہ وغیرہ جس سے انسان حیرت زدہ ہو جائے)۔

بہتان کی اقسام اور تہمت کی بعض شکلیں :

بہتان کی درج ذیل اقسام ہیں۔

1۔غیبت 2۔افتراء 3۔افک

غیبت: اردو زبان میں غیبت کے معنی ہیں: بد گوئی، کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنا،[14]

انگریزی میں غیبت کے لیے Backbiting اور Slander [(15)] (بہتان) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

افتراء: اردو زبان میں افتراء کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

افترا: بہتان، تہمت، الزام، **افترا باندھنا:** جھوٹا الزام لگانا۔ **افتراء پرداز:** جھوٹا الزام لگانے والا[(16)]

جسے عربی زبان میں: **افتراء:** کے لیے قطع علی کذب [(17)] کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

افک: اردو زبان میں اس کے معنیٰ جھوٹ اور گناہ کے ہیں۔[(18)] عربی زبان میں **افک** کو اقبح الکذب وافحشہ [(19)] قرار دیا گیا ہے۔اور انگریزی میں اس کے لیے Falsehood باطل Fraud دھوکہ، imposture خیانت، Deception فریب[(20)] کے الفاظ مستعمل ہیں۔

بہتان، غیبت، افتراء اور افک میں فرق:

تقارب معانی هذه الالفاظ بید انها عند التدقیق مما تختلف دلالته وتفاوت فالاغتیاب هو أن یتکلم شخص خلف إنسان مستور بکلام هو فیه، وإن لم یکن ذلك الکلام فیه فهو بهتان - والکذب الفاحش الذی یدهش له سامعه هو بهتان إن لم یکن بحضرة المقول فیه.فان کان بحضرته کان افتراءً، سواء اکان ذلك عن قصد أو عن غیر قصد، فاذا کان ذلك عن قصد کان افکا[(21)] (ان الفاظ کے معانی قریب قریب ہیں۔ غور و فکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی دلالت مختلف ہوتی ہے۔ غیبت یہ ہے کہ انسان کسی آدمی کے پیٹھ پیچھے اس کی بات کرے۔ اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تو وہ بہتان ہے۔ جو کھلم کھلا جھوٹ جو سننے والے کے لیے باعث حیرت ہوتا ہے، وہ بہتان ہے جس کے بارے میں بات کی جارہی ہے اگر وہ اس محفل میں موجود نہ ہو اگر وہ موجود ہو تو یہ افتراء ہے چاہے وہ بات ارادۃً کرے یا بغیر اردے کے اور اگر قصداً کرے تو یہ افک ہے۔)

تہمت کی بعض شکلیں:

تہمت کی متعدد شکلوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

1۔بے گناہ کو موردِ الزام ٹھہرانا۔ 2۔پاک دامن عورتوں پر بہتان۔ 3۔اپنا گناہ بے گناہ کے سر تھوپ دینا۔

اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے، تاہم بعض بدنصیب لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بے گناہوں پر الزام لگا کر غضبِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

مبحث دوم: بہتان از روئے قرآن و سنت

بہتان اس قدر سنگین جرم ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے عبرتناک سزا کی وعید سنائی ہے، اور نبی مہربان ﷺ نے اس کے خطرناک انجام سے خبردار کیا ہے۔ ان سطور میں اس کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾[(22)] "اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کرے پھر کسی بے گناہ کے ذمہ تھوپ دے، اس نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا"۔

بے گناہ کو موردِ الزام ٹھہرانا اور اس کا انجام:

بعض بد نصیب لوگ بے گناہ اشخاص پر الزام لگا کر غضبِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔ انہی نادانوں کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے قصہ میں سامان عبرت ہے۔ امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ: اہل کوفہ نے حضرت عمرؓ کے روبرو حضرت سعدؓ کی شکایت کی، تو حضرت عمرؓ نے ان کو معزول کر کے حضرت عمارؓ کو ان کی جگہ مقرر فرمایا چونکہ بطورِ خاص اسامہ بن قتادہ نے حضرت سعدؓ پر بے بنیاد الزامات عائد کیے تھے، اس لیے آپؓ نے فرمایا: "میں تو اللہ کی قسم! تین دعائیں ضرور کروں گا! اے اللہ اگر آپ کا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریا اور دکھلاوے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کرے اور اس کے افلاس کو طویل کیجئے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دیجئے"۔ اس کے بعد جب کبھی کسی شخص سے دریافت کیا جاتا تو وہ کہتا "فتنہ میں مبتلا پڑا ہوں، مجھے سعدؓ کی بد دعا لگ چکی ہے"۔ عبد الملک کہتے ہیں "میں نے اس شخص کو اس کے بعد دیکھا، کہ بڑھاپے کی بنا پر اس کی بھنویں آنکھوں پر گری ہوئی تھیں اور وہ راستے میں گزرتی ہوئی جوان لڑکیوں کے جسموں کو اپنی انگلیوں سے دباتا تھا"۔ ایک اور روایت میں ہے "وہ غربت، افلاس کا شکار ہوا ہے اور فتنے میں مبتلا کیا گیا"۔ ایک روایت میں ہے "جو فتنہ بھی برپا ہوتا وہ اس میں شریک ہوتا" ایک اور روایت کے مطابق "وہ فتنہ فساد کے وقت موجود تھا، اسی میں مارا گیا"۔[23]

گناہ کرنے والا اپنا ہی برا کرتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا بلکہ ایک دوسرے سے قیامت میں انجان بنیں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کیے ہوئے گناہ کو دوسرے کے سر پر تھوپ دے تو وہ خائن اور ظالم ہے اور ایسا شخص اللہ کی سزا کا مستحق ہے۔ لبید ابن عروہ اور ان کے ساتھیوں نے بنو ابیرق کے چوروں کی حضور ﷺ کے سامنے برات اور ان کی پاکدامنی کا اظہار کر کے حضور ﷺ کو اصلیت سے دور رکھنے کا سارا کام پورا کر لیا تھا، لیکن حضور ﷺ کو اللہ نے خائنوں کی طرف داری سے بچالیا اور اصلی واقعہ صاف کر دیا[24] لہذا جو کسی کی طرف خلاف واقعہ کوئی جرم منصوب کرتا ہے، وہ بہتان اور الزام تراشی کا مرتکب ٹھہرتا ہے جو گناہِ عظیم ہے اسی طرح شرک بھی ایک قسم کی الزام تراشی ہے۔ مشرک اپنے عمل سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک اختیار ہے جو ایک قسم کا بہتان اور افترا پردازی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اثم عظیم قرار ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا﴾[25] "یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا"۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اللہ پر بہتان باندھنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

پاک دامن عورتوں پر بہتان کا دنیاوی و اخروی انجام:

بہتان کی ایک بدترین صورت، بھولی بھالی، پاک دامن اور ایمان والی عورتوں پر تہمت باندھنا ہے۔ اس بارے میں قرآن میں ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[26] "جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انھیں اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں"۔ بغیر کسی جرم کے کسی پر تہمت و بہتان کا یہی نتیجہ تو ہے کہ اس سے صرف ایک نہیں کئی متعلقہ لوگ بے سکونی اور اذیت سے دوچار ہو جاتے ہیں لہذا سمجھنا چاہیے کہ یہ کس قدر عظیم گناہ کا ارتکاب ہے، باری تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾[27]"جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں"۔ اس آیت کی روشنی میں جو شخص مومن مردوں اور عورتوں پر کسی ایسے کام کے کرنے کا الزام لگاتے ہیں جو ان سے سرزد نہیں ہوا ہوتا، عظیم گناہ کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ ایسے لوگ جو کبھی مومنوں پر جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں، کبھی راہ چلتے ان کی بے عزتی کر دیتے ہیں، کبھی ان پر بہتان تراشی کر کے کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لاد رہے ہیں۔ جب عام مسلمانوں کی دل آزادی کا یہ حکم ہے تو جو بدنصیب ازواج مطہرات، آل پاک اور صحابہ کرام کی جناب میں گستاخیاں کرتا ہے اور ان کے دلوں کو دکھاتا ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنالینا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے۔ وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کے باعث ایسا کرتا ہے۔ جس نے انہیں اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی اور جو مجھے اذیت دے گا گویا اس نے اللہ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے اسے پکڑ لیا جاتا ہے"۔[28] اس قسم کے افعال ظالمانہ حرکات ہیں اس کے مرتکب کو اللہ نے مفتری اور ظالم قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾[29]"اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ پر جھوٹ، بہتان باندھیں، تو وہ ہی ظالم ہیں"۔ اس آیت کے ضمن میں ان لوگوں کو ظالم کہا جا رہا ہے جو اللہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں، اللہ پر بہتان باندھتے ہیں، ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ وہ آخرت میں دردناک عذاب اور رذلت سے ہمکنار ہوں گے۔ ایسے افتراپردازوں کو کبھی بھی فلاح نصیب نہ ہوگی: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِه اِنَّه لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾[30]"اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے، ایسے ظالم کامیاب نہیں ہوں گے"۔ ایسے بہتان تراش اور افتراپرداز شخص جو بے انصاف ہونے کے ساتھ ساتھ جھوٹا بھی ہے، ضرور اللہ تعالیٰ کے ہاں باز پرس کیے جائیں گے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا: "واللہ تمہارے اس بہتان کا سوال تم سے ضرور کیا جائے گا"[31]۔

ایک غزوے میں حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے ہمراہ گئی چنانچہ جب رسالت مآب جنگ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو رات کو آپ ﷺ نے چلنے کا حکم دیا۔ آپؓ رفع حاجت کی غرض سے لشکر سے دور گئی، اور جب واپس اپنی سواری کے قریب آئی تو اپنا یمنی ہار جو کہیں ٹوٹ کر گر گیا تھا، یاد آیا۔ فرماتی ہے: میں فوراً واپس لوٹی اور ہار تلاش کرنے لگی۔ مجھے ہار اس وقت ملا جب کہ لشکر اپنے مقام سے روانہ ہو چکا تھا۔ میں اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی جو بعد کو زکوانی کے نام سے مشہور ہوئے وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ کوئی گری پڑی چیز ہو تو اسے اٹھالیں صبح جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پہچان لیا کیونکہ پردے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے انہوں نے زور سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ کی قسم ہم دونوں نے اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ میں اونٹ پر سوار ہوئی اور صفوان اونٹ کو کھینچتے ہوئے لشکر تک پہنچ گئے۔ تہمت لگانے میں سب سے زیادہ متحرک منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔[32] جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَه مِنْهُمْ لَه عَذَابٌ عَظِيْم ﴾[33] (اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے)۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ سے متعلق فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اور اس میں بھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ جس کے

ساتھ ان لوگوں نے اس کو متہم کیا وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں داخل نہیں ہوا۔۔۔حضرت عائشہؓ کو اس کا علم نہیں تھا، تاہم ماحول میں اس حوالے سے باتیں چل رہی تھیں جب حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا تو بخار میں مبتلا ہو گئیں اور والد کے گھر ایک غلام کے ساتھ بھیج دی گئی۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوا کہ ان کے والد اور آپ ﷺ بھی یہ بات جانتے ہیں اس پر آپ اور زیادہ غمگین ہو گئیں اور اپنے گھر واپس آ گئیں۔ حضرت محمد ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لائے اور خادمہ سے ان کے متعلق پوچھنے لگے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے ان میں کسی عیب کا علم نہیں اتنا ضرور ہے کہ وہ سو جایا کرتی تھیں اور بکری اندر داخل ہو کر آٹا کھا جایا کرتی تھی۔ وہ مزید کہنے لگی اللہ کی قسم! میں عائشہؓ کے متعلق اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار خالص اور سرخ سونے کو پہچانتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے اے عائشہؓ! اگر برائی کے قریب گئی ہے تو اللہ سے توبہ کر لو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر بھی یہ کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تو تم لوگ نہیں مانو گے کیونکہ تمہارے دلوں میں یہ بات سرائیت کر گئی ہے۔ اگر ہاں کروں تو تم لوگ کہو گے میں نے اقرار جرم کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے اور اپنے متعلق کوئی مثال نہیں جانتی۔ اسی دوران آپ ﷺ پر وحی نازل ہو گئی۔ آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا بشارت ہو۔ اللہ نے تمہاری پاکیزگی اور برأت نازل فرمادی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں بہت غصہ میں تھی کہ میرے والدین نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور کھڑی ہو جاؤ نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا کرو آپ نے کہا اللہ کی قسم! نہ میں آپ ﷺ کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ ابو بکرؓ اور ام رومانؓ کا، بلکہ اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کرونگی اور اس کی ہی تعریف کروں گی، جس نے میری برأت نازل کی۔[34] اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اور حضرت جبرائیلؑ کی پھونک سے حضرت مریمؑ حاملہ ہو گئیں اور جب بچے کی ولادت ہوئی تو اس کے بعد لوگ بچے کو دیکھتے ہی بول پڑے کہ اے مریم! تو نے تو بڑے غضب کا کام کر ڈالا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ لیکن آپؑ کی عزت و عصمت کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و قدرت سے شیر خوار بچے کی گویائی کا انتظام فرمایا جس نے آپؑ کے پاک دامنی اور عصمت کی گواہی دی۔[35]

اپنے گناہ بے گناہ کے سر تھوپ دینا:

تہمت کی ایک سنگین شکل یہ ہے کہ آدمی غلطی کا ارتکاب خود کرے اور منسوب کسی دوسرے شخص کی طرف کر دے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾[36]"اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کرے پھر کسی بے گناہ کے ذمہ تھوپ دے، اس نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا"۔ بہتان جو ایک گھناؤنا جرم ہے نہ صرف قرآن مجید میں اس کی برائی بیان کی گئی ہے بلکہ احادیث مبارکہ میں بھی اس کو بہت بڑا جرم بتایا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ»؟ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ »[37](کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا! اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جس کا ذکر میں کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے وہ عیب بیان کیا جو اس میں ہے تبھی تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ عیب بیان کیا ہے جو اس میں نہیں

ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے)۔ایک اور حدیث میں ابو الیمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:(مجھ سے اس پر بیعت کروگے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے، اور نہ چوری کروگے اور نہ زنا کروگے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے اور نہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے کسی بے قصور پر افتراء باندھوگے اور نہ کسی نیک کام میں حکم عدولی کروگے۔ پھر تم میں سے جس نے اپنی بیعت کو پورا کر دیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ان کاموں میں سے کوئی کام کر لیا اور اس کو دنیا میں سزا دی گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی کام کیا، پھر اللہ نے اس پر پردہ رکھا تو وہ اللہ کی مشیت کی طرف مفوض ہے۔ وہ اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے، تب ہم نے آپؐ سے اس پر بیعت کر لی)[38]۔اسی طرح حضرت سعید بن زیدؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:«إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ»[39](کسی مسلمان کی آبرو وعزت میں ظلماً دست درازی کرنا، بدترین سود ہے)۔رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں بہتان کی درج ذیل سنگینی بیان فرمائی ہے:جو کسی مسلمان کی برائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک دوزخیوں کے کیچڑ، پیپ اور خون میں رکھے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔[40]رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ آپؐ نے جبرائیلؑ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔[41]ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جب مجھے سفر معراج پر لے جایا گیا تو اس قوم کے پاس سے گزرا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں میں واقع ہوتے تھے س۔[42]کسی پر تہمت لگانا ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کی سزا کے بارے میں قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ کسی پر جھوٹا الزام لگا کر اس کے لئے گواہ پیش نہ کرنے پر اسی کوڑوں کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ اور اسے لوگ دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت کے حقدار ٹھہریں گے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[43]"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں"۔"جو لوگ پاک دامن ،بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔[44]

حدیث کی روشنی میں قذف کا حکم:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری برأت نازل ہو گئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور قرآن مجید کی تلاوت کی اور منبر سے اترنے کے بعد آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت پر حد لگانے کا حکم دیا تو ان پر حد لگائی گئی۔[45]چونکہ بہتان تراشی سے انسانی دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے اور ماحول بکدر ہو جاتا ہے۔ جس سے انسانی سماج میں تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کو روکنے کے لیے اسلام نے سزا تجویز کی ہے تاکہ اس مجرمانہ فعل سے انسان باز آجائے تاکہ نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں اس گھناؤنے جرم کے عواقب سے انسان محفوظ ہو سکے۔

مبحث سوم: بہتان کے نقصانات و اثرات: بہتان جیسے ناپسندیدہ فعل کے معاشرے پر اور معاشرے میں بسنے والے افراد پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

گناہ کبیرہ کا ارتکاب:

بہتان ان سات تباہ کن گناہوں میں سے ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایاہے:« قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ --- وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ»[46](سات تباہ کن گناہوں سے بچتے رہو۔۔ان میں سے ایک ۔۔پاکدامن اور بھولی بھالی مسلمان عورت پر بدکاری کی تہمت لگانا ہے)۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بے گناہ پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ اور باعث ہلاکت ہے ،جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔بطورِ خاص کسی پر بہتان لگانا اپنی روح کو گناہوں سے آلودہ کر کے خود کو نقصان پہچانا ہے لہذا اس سے بچنا از حد ضروری ہے۔

سماجی سلامتی کے لیے خطرہ:

تہمت معاشرے کی سلامتی کے لیے اس لیے خطرہ ہے کہ یہ حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کرتی ہے اورانسان کو بغیر کسی جرم کے مجرم بنا کر اس کی عزت وآبرو کو خاک میں ملا دیتی ہے، اگر سماج میں اس کا رواج عام ہو جائے تو حق کی جگہ باطل رواج پائے گا اور یوں پورا معاشرہ غیر فطری عوامل کا شکار ہو کر نا قابلِ معافی جرم کا مرتکب ٹھہر تا ہے اور اجتماعیت کو نقصان پہنچا تا ہے، جبکہ اسلام میں اس کو مضبوط کرنے کا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا:« عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنْ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمْ الْجَمَاعَةَ »[47](جماعت کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو تفرقہ سے بچاؤ کیونکہ شیطان منفرد کے ساتھ ہو لیتا ہے اور دوسے دور بھاگتا ہے جو جنت کے وسط میں جانا چاہتا ہے تو جماعت کو لازم پکڑے)لہذا جب معاشرے میں اجتماعیت قائم نہ ہو تو امن کو خطرہ لاحق ہوتا ہے اور اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جماعت سے جڑے رہنے کی تاکید کی ہے تاکہ بے راہ روی اور شیطان کے حملوں سے بچا جا سکے۔

باہمی اعتماد میں کمی:

جس معاشرہ میں تہمت کا رواج عام ہو تا ہے اور حسن ظن کی جگہ بد ظنی ہو گی،تو لوگوں کا ایک دوسرے سے اعتماد و بھروسہ اٹھ جاتا ہے اور یوں پورا معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ ہر شخص دوسرے فرد کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے تیار نہیں ہو گا اس وجہ سے یہ جھوٹ،بہتان اورالزام تراشی نہ صرف یہ کہ ہماری آخرت برباد کرتی ہے بلکہ دنیا کی سزا یہ ہو گی کہ مسلمان اجتماعی طور پر کمزور ہوں گے۔ان کا کوئی وزن اور وقعت باقی نہ رہے گی اور دشمن ان پر آسانی سے چڑھ دوڑیں گے۔جس کے بارے میں آپ ﷺ نے یوں خبر دار کیاہے:«يُوشِكُ الأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا...وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنَ»[48](ایسا وقت آنے والاہے کہ دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کہ کھانے والے اپنے پیالے پر ایک ددسرے کو بلاتے ہیں تو کہنے والے نے کہا: کیا یہ ہماری ان دونوں قلت اور کمی کی وجہ سے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:(نہیں) بلکہ تم ان دنوں بہت زیادہ ہوں گے،لیکن جھاگ ہوں گے جس طرح کہ سیلاب کا جھاگ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں (وھن) ڈال دے گا۔پوچھنے والے نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہن سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کی کراہت)۔

کینہ،عداوت و کدورت میں اضافہ:

جس سماج میں تہمت کا رواج ہو، دوستی و محبت کے بجائے کینہ عداوت ہو، وہاں عوام میں اتحاد اور میل و محبت کم ہو گی۔ کیونکہ وہ ہر طرح کی دولت ہونے کے باوجود محبت جیسی نعمت سے محروم ہوں گے اور ہر انسان دوسرے کو اپنے لیے باعث ضرر سمجھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اخوت و محبت پر زور دیا گیا ہے تاکہ ایک باہم مربوط اور توانا معاشرہ وجود میں لایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا»[49] (بدگمانی کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوتی ہے کسی کی جاسوسی اور ٹوہ نہ لگاؤ باہم مقابلہ نہ کرو ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو قطع رحمی نہ کرو بغض نہ رکھو اور بندگان خدا! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو)۔

بہتان انسانیت کا قتل ہے:

قرآن مجید کے مطابق جو کسی کو قتل کرتا ہے، گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا ہے۔ مشاہدے کی بات ہے کہ تہمت اور بدظنی کی بناء پر شوہر اپنی بیوی کو قتل کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح دیگر رشتے پامال ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے سوء ظن سے باز رہنے کی تاکید ہے جو بالآخر انسان کو ہلاکت کے دہانے پر پہنچاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:« ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ إِخْوَانًا»[50] (تین باتیں جس میں ہوں گی اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اسے دوسروں سے زیادہ محبوب ہو جائیں اور یہ کہ آدمی کسی سے محبت رکھے تو صرف اللہ کے لئے رکھے اور کفر میں واپس جانے کو یوں ناپسند کرے جیسے ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے)۔

معاشرے میں جھوٹ کا پنپنا:

جب کسی شخص پر لگے بہتان کو دور نہیں کیا جاتا تو یہاں سے معاشرے میں جھوٹ کو شہ ملتی ہے۔ خاص کر ایک شخص کو جب کسی پر الزام لگانے سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل ہو رہا ہو گا تو وہ جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرے گا۔ اور اسی مقصد کے تحت وہ دوسروں کا بھی خیال نہیں کرے گا لہذا آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدگمانی کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوتی ہے)[51]۔

بہتان تعلقات کے خاتمے کا سبب اور اس کا بد انجام:

بہتان کے نتیجے میں دلوں میں نفرت کے جذبات بھڑکنے لگتے ہیں۔ بھلا ایسے شخص سے تعلق کیسے استوار کیا جاسکتا ہے، بلکہ اس سے بدلہ لینے کے جذبات ابلنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے تعلقات استوار کرنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (کیا میں تمہیں روزے، نماز اور صدقے سے بڑھ کر افضل درجات کے اعمال نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا۔ (اور اس کے برعکس) آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) منڈا دینے والی خصلت ہے)[52]۔ بہتان اور جھوٹ تعلقات ختم ہونے کا سبب بنتے ہیں، جس کے برے عواقب سے آپ ﷺ نے خبردار کیا ہے: میں نے خواب دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ شخص جس کو تم نے معراج کی رات میں دیکھا تھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ بہت بڑا جھوٹا تھا اور اس طرح جھوٹ کی باتیں اڑاتا تھا کہ دنیا کے تمام گوشوں میں وہ پھیل جاتی تھیں قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔[53]

خود اعتمادی کا خاتمہ:

جس شخص کی بہتان اور جھوٹ کی قلعی کھل جائے وہ لوگوں کو اپنی صفائی پیش کرتا ہے لیکن اگر وہ اس سے قاصر رہے تو اس میں خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔ اور یوں وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کی سچائی ثابت نہ کر سکا، اس کی وجہ سے اس کی شخصیت متاثر ہونے لگتی ہے۔ ایسے متزلزل عقیدہ شخص کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:« لَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا »[54](امعہ نہ بنو کہ تم یہ کہو کہ اگر لوگ اچھا کرتے ہیں تو ہم بھی اچھا کریں گے اگر انہوں نے ظلم کیا تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ نہیں لیکن اپنے آپ کو اس بات کا عادی بناؤ کہ اگر لوگ اچھا کریں تو تم بھی اچھا کرو، اگر وہ ظلم کرے تو تم ظلم نہ کرو)۔ حدیث کا منشا خود اعتمادی پر ابھارنا ہے اور اسلامی تعلیمات پر ثابت قدمی سے چلنے کے لیے ترغیب دی گئی ہے۔

ضمیر کا مردہ ہو جانا:

بہتان تراش اور جھوٹا شخص جب اپنے ہوش و حواس میں ایسا کرتا ہے تو ایک وقت کے بعد اس کا ضمیر اس کو ملامت کرنا چھوڑ جاتا ہے، جس کا انجام بالآخر ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سابقہ قومیں اس کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:« إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ--- وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا» [55](پہلا پہلا نقص اور عیب جو بنو اسرائیل میں داخل ہوا یہ تھا کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے ملتا تو اسے کہتا تھا: ارے! اللہ سے ڈرو اور جو کر رہے ہو اس سے باز آجاؤ، یہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ پھر اگلے دن ملتا تو اس کے لئے اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر دے مارا (ان کے اندر اختلاف تنازع اور بغض و حسد پیدا ہو گیا۔ ان میں سے اتفاق واتحاد اور الفت اٹھالی گئی) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی(لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ) بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داودؑ اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے، روکتے نہ تھے۔ جو کچھ بھی وہ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں، بہت برا ہے وہ جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیج رکھا ہے کہ اللہ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اگر ان کا اللہ پر، نبی پر اور اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا، ایمان ہوتا تو یہ ان کافروں سے دوستیاں نہ رکھتے لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔ پھر فرمایا: خبر دار! اللہ کی قسم! تمہیں بالضرور نیکی کا حکم کرنا ہو گا، برائی سے روکنا ہو گا، ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہو گا اور اسے حق پر لوٹانا اور حق کا پابند کرنا ہو گا۔

بے گناہ افراد کا سزاوار ٹھہر جانا:

تہمت لگانے سے بے گناہ سزاوار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور جب بے گناہوں کو معاشرہ میں سزا ہو جاتی ہے، تو پورا معاشرہ اس کی وجہ سے تباہی سے دوچار ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے مظلوموں کے بد دعاؤں سے بچنے کی تاکید فرمائی:« وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ»[56](مظلوم کی بد دعا سے بچنا، بلاشبہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا)۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث:

بہتان تراشی کرنا اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ قرآن کریم میں متعدد آیات اور آپ ﷺ کی احادیث میں بہتان کی مذمت آئی ہے۔ جس سے بچنے اور اس کی سزا کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اگر معاشرے میں ایسے افراد موجود ہوں گے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کو دعوت دینے والے ہوں تو پورا معاشرہ یقیناً تباہی کے دہانے پر آن کھڑا ہو گا۔ چند صالح افراد کی وجہ سے معاشرہ تباہی سے نہیں بچ جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جب قوم نوح غرقاب ہونے لگی تو ان میں سے ایک عورت تھی جس کے پاس ایک بچہ تھا جب وہ عورت ڈوبنے لگی تو بچے کو گھٹنوں پر اٹھایا جب پانی یہاں پہنچا تو بچے کو سینے پر اٹھایا اور جب پانی وہاں تک آیا تو بچے کو سر پر اٹھایا اور جب پانی سر تک آیا تو بچے کو دونوں ہاتھوں میں اٹھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں ان میں سے کسی پر رحم کرتا تو میں اس عورت پر اس کے بچے کی وجہ سے رحم کرتا)(57)۔

معاشرے کا ناپسندیدہ فرد:

اگر آدمی بہتان جیسے گناہ کا مرتکب ہو تو وہ اللہ اور اس رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث تو بنتا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ آدمی کا جھوٹ ثابت ہونے کے بعد وہ معاشرے کا ایک ناپسندیدہ اور بے وقعت انسان بن جاتا ہے۔ اس کی بات پر یقین نہیں کیا جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (بھلائی کی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے اور یوں باطل کی بات کہہ دینے سے خاموشی بہتر ہے اور اسی طرح تنہائی سے صالح ہم نشین بہتر ہے اور اسی طرح تنہائی بری صحبت سے بہتر ہے(58)۔

نیک بختی اور سعادت سے محروم ہو جانا:

مالک بن دینار کہتے ہیں: امام مالک فرماتے ہیں: مجھے ایک راہب نے کہا: اے مالک: اگر آپ کا بس چلے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کر دو۔ اور ہر ہم نشین کو دیکھو جس سے آپ کو دین میں کوئی بھلائی نہ پہنچے تو اسے اپنی صحبت سے پھینکو (دور کردو)(59)۔ ایسے شخص کی بد بختی اور سعادتوں سے محرومی میں کیا شک ہے جو اللہ اور اس کی رسول ﷺ کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

اصلاح کے جذبے سے محرومی:

معاشرے کی اصلاح اور استقامت اللہ کی نصرت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہی ممکن ہے۔ بہتان کی وجہ سے انسان ناقابل اصلاح ہو جاتا ہے۔ بدنامی کا خوف انسان کو برائی سے روکتا ہے۔ اور جب ایک مرتبہ بدنام ہو جائے تو ڈھیٹ ہو کر برائی کو نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح بہتان لگانے والے کو اپنی برائیوں کا احساس نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کے جذبے سے عاری ہو جاتا ہے۔

ایمان کا خاتمہ:

تہمت لگانے والے کے دل سے آہستہ آہستہ ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ ایمان ہمیشہ سچائی کے ساتھ رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تہمت دوسروں پر جھوٹا الزام عائد کرتی ہے۔ لہذا جو شخص دوسروں پر بہتان اور تہمت لگانے کا عادی بن جائے، تو صداقت و حقیقت سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اس طرح دھیرے دھیرے اس کے دل سے ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور نتیجتاً ایسا شخص جہنم کے راستہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

مبحث چہارم: بہتان کے نقصانات واثرات کا تدارک

بہتان کے اثرات ونقصانات کا تدارک نہایت اہم امر ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل کچھ نکات پیش کئے جارہے ہیں جو کہ بہتان کے نقصانات کے تدارک میں ممد ومعاون ثابت ہوں گے۔

علم حاصل کرنا:

قرآن پاک جو کتابِ ہدایت ہے، اس میں بہتان کے بارے میں متعدد مقامات پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس کی کڑی سزا ہے۔ اسی طرح احادیث میں اس کے نقصانات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جب انسان کو معلوم ہو جائے کہ بہتان گھناؤنا فعل ہے۔تو یوں اس فعل کے برے اثرات ونقصانات سے بچا جاسکتا ہے۔ اور شیطانی وساوس اور حملوں سے محفوظ ہو سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(ایک فقیہ (دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا عالم) شیطان کو ایک ہزار (جاہل) عبادت گزار سے زیادہ اور بھاری ہوتا ہے)[60]۔

باہمی اعتماد کو بڑھانے کے اسباب تلاش کرنا:

سماج میں اس طرح کی سرگرمیاں سرانجام دینی چاہیے، جس سے اعتماد باہمی مضبوط ہو سکے۔ اور جھوٹ والزام تراشی کو قبول کرنے سے پہلے تحقیق وتصدیق کو ضرور سمجھیں۔، تو بہتان جیسے گھناؤنے جرم کے نقصانات سے بچ سکتے ہیں۔ ایسے دینی اور فکری اجتماعات اور دروس میں بیٹھنا مفید رہتا ہے۔ جس کو قرآن مجید نے تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور بِالصَّبْرِ سے تعبیر فرمایا ہے۔(زمانے کی قسم۔ انسان درحقیقت میں بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے) [61]۔اور ایسے پروگرامات انسانی اقدار، تعلقات میں خوشگواری اور سکون کا باعث بن سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:« مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ »[62](جو قوم جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی ہے فرشتے اس کو گھیر لیتی ہیں اور رحمت خداوندی ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ان پر سکون واطمینان نازل کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے خاص فرشتوں میں ان کو یاد کرتا ہے)۔

بدظنی سے اجتناب:

برے گمان سے اپنے آپ کو باز رکھنا چاہیئے، جو اکثر تعلقات بگاڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ ایک سچے مومن کے لیے ضروری ہے کہ حسن ظن سے کام لیا کریں، کیونکہ بہتان تراشی کا ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔

ہر معاملے میں تحقیق کی روش اپنانا:

بہتان کے اثرات ونقصان سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی معاملہ ہو اس کی تحقیق کرلی جائے۔ اس کے نقصان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے اس سے بچنے کا حکم دیا ہے:(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو جاؤ) [63]۔

محاسبہ نفس:

بہتان اور الزام تراشی سے جہاں دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے، خود تہمت لگانے والے شخص کی روح آلودہ ہوتی ہے۔ اور بے شمار نقصانات سے دوچار ہوتا ہے، جس کی اعادے کی ضرورت نہیں۔ جب انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے تو اسے اسباب کا بخوبی اندازہ ہو گا کہ

وہ نہایت خطرے سے دوچار ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: (حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا) [64] (اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہو جائے)۔

نفع عام کے لیے اس قسم کے موضوع پر سیمینارز کا اہتمام کرنا:

یہ کانفرنس اس حوالے سے نہایت خوش آیند ہے۔ سماج میں اس طرح کے سیمینارز کا انعقاد از حد فائدہ مند ہے، جن سے بہتان کے اثرات و نقصانات کو کیا جاسکتا ہے۔ اور عوام میں اخلاقی برائیوں سے دور رہنے میں مدد و معاون ہے جب عوام کو اس بات کا پتا چل جائے گا کہ بہتان کس قدر بڑا جرم ہے، تو وہ اس سے باز رہیں گے اور آہستہ آہستہ یہ گناہ معاشرے سے ختم ہو جائے گا۔

حکومتی ذمہ داریاں:

حکومتی سطح پر بہتان جیسی برائیوں کے نقصانات کا تدارک کیا جانا چاہئیے۔ حکومت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ قانون شکنوں کو کڑی سے کڑی سزا دے تا کہ وہ لوگوں کے لیے عبرت بن جائے اور اس قسم بہتان تراشیوں سے باز رہے۔ اور یوں معاشرہ اس گناہ کے اثرات سے بچ سکے گا۔ ایسا کرنے والے حکمران برسر اقتدار آنے چاہیے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰہَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰہَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾[65] "مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے"۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ جب انتخاب قیادت میں احساس ذمہ داری کو اچھی طرح نبھایا جائے تو رعایا میں بھی امام اور امیر کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس سلسلے میں مفسر سعید بن منصور لکھتے ہیں: قَالَ عليٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كلماتٍ أَصَابَ فِيهِنَّ: حَقٌّ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَحْكُمَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنْ يُؤَدِّيَ الْأَمَانَةَ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَحقٌّ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَأَنْ يُطِيعُوا، وَأَنْ يُجِيبُوا إِذَا دُعُوا [66] حضرت علیؓ نے چند بہترین کلمات ارشاد فرمائے: حکمران پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ کریں اور امانت کو ادا کریں اور جب وہ یہ کام سرانجام دے، تو لوگوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس کی سنیں اور اطاعت اختیار کریں اور بلایا جائے تو قبول کریں گے۔

نتیجہ بحث

موضوع پر تحقیق کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہتان ایک عظیم گناہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ اس کی ناپسندیدگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہتان باندھنے والے شخص کی سزا مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر لعنت بھیجی ہے اور آخرت میں اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بہتان ایک ایسا فعل ہے جس کے فوائد کوئی نہیں اور نقصانات کئی ہیں۔ معاشرہ میں اگر یہ عام ہو جائے تو افراد ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کر پاتے۔ بے گناہوں کو سزا ملتی ہے۔ اور بعض اوقات اس کی زندگی تک چلی جاتی ہے۔

سفارشات

بہتان جیسے ناپسندیدہ فعل سے بچنے کے لئے ذیل میں بعض سفارشات دی گئی ہیں، جن کے ذریعے سے بہتان کے برے نتائج سے بچا جاسکتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا جائے، تا کہ اچھائی اور برائی میں فرق کر کے اچھی چیزوں کو اپنایا جائے اور برائی کو چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح ہم بہتان کے گناہ سے خود کو بچا سکتے ہیں۔
- کسی قسم کے فائدے اور نقصان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جھوٹ بولنے اور الزام تراشی سے اجتناب کیا جائے تا کہ اس گناہ سے بچا جا سکے۔
- حکومتی سطح پر لوگوں کو مختلف جرائم اور برائیوں کے بارے آگہی کا ایک اچھا اور معقول انتظام کرنا چاہیئے تا کہ رعایا کو اس گھناونے قسم کے افعال سے بچنا ممکن ہو سکے۔
- قرآن و سنت پر مبنی مختلف قسم کی محافل کا انعقاد کر کے بہتان جیسے برائیوں کے نقصانات کو واضح کیا جائے.

1۔ مصباح اللغات، عبد الحفیظ بلیلاوی، عبد اللہ اکیڈمی، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ص:24

2۔ سورۃ البقرۃ:2/258

3۔ الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، إسماعیل بن حماد الجوھری، تحقیق: أحمد عبد الغفور، دار العلم للملایین بیروت، 1987م، 1 / 244

4۔ الأنبیاء:40

5۔ الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، إسماعیل بن حماد الجوھری، تحقیق: أحمد عبد الغفور، دار العلم للملایین بیروت، 1987م، 1 / 244

6۔ مصباح اللغات، ص:74

7۔ سورۃ النور:24/16

8 - Al-mugni Plus, Hasar, S. K armi, Librairiedue Libnan, Page No: 166, Faruwi,s Law dictionary
(Arabic- english), Harith sulemon Faruuvi, Librairie do Libnan, Beirut, Page No:78

9 ۔ تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد، محقق عوض مرعب، داراحیاء التراث العربی بیروت 2001م، 6/132

10 ۔ موسوعۃ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ، ص:4108

11 ۔ ایضاً

12 ۔ دیکھیئے: دغابازی ایک ناسور، پروفیسر اظہار الحق، معاون سیعد الحق جدون، مکتبہ شیخ اسید، ص:67، ☆ لغات القرآن، مع فہرست الفاظ، جلد اول مولانا محمد عبد الرشید نعمانی، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، اردو بازار، کراچی، ص:52

13 ۔ الفروق اللغویۃ، ایوب بن موسی، ابو البقاء، تحقیق، عدنان درویش وغیرہ، مؤسسۃ الرسالۃ، ن س ندارد، 1/226

14 ۔ علمی اردو لغت جامع، وارث سرہندی ایم۔ اے نظر ثانی محمد احسن خان، علمی کتاب خانہ، بیکر سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص:1541

15 ۔ المعجم، القانونی، عربی انگلیزی، حارث سلیمان الفاروقی، مکتبہ لبنان، ص:249

16 ۔ علمی اردو لغت (جامع)، وارث سرہند ہندی، ص:114

17 ۔ الفروق اللغوية ،أبو هلال العسكري،تحقيق: الشيخ بيت الله بيات، مؤسسة النشر الإسلامي ،«قم» ايران، 1412ھ 62/1

18 ۔ فیروز اللغات عربی اردو، فیروز سنز لمٹیڈ، ص:15

19 ۔ کلمات القرآن، حسین محمد مخلوف، دار النشر الکتب الاسلامیہ۔ ص:256

20۔ المعجم القانونی عربی انگلیزی، حارث سلیمان الفاروقی، مکتبہ لبنان، ص:46

21 ۔ موسوعة نضرة النعيم فی مکارم اخلاق الرسول الکریمﷺ،صالح بن عبدالله وغیرہ دارالوسلیة ، المکة العربیه اسعودیه،9/ 4108

22 ۔ سورۃالنساء: 112/4

[23] ۔ فتح الباری، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، الرسالۃ العالمیہ، 228/2

24 ۔ تفسیر ابن کثیر، حافظ عمادالدین، اسمٰعیل بن عمر، مترجم، محمد صاحب جوناگڑھی، مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 646/1

25 ۔ سورۃالنساء: 48/4

26 ۔ سورۃالنور: 4/24

27 ۔ سورۃالاحزاب:58/33

28 ۔ مشکوٰۃ المصابیح، شیخ ولی الدین الخطیب، بتریزی، باب مناقب الصحابؓ اجمعین، حدیث نمبر:6014، مکتبہ دارالسنۃ لاہور، 2001ء، 161/5

29 ۔ سورۃ آل عمران:94/3

30 ۔ سورۃانعام:21/6

31 ۔ سورۃالنحل:56/16

32 ۔ تفسیر مصباحین ترجمہ و تشریح تفسیر جلالین، 42/5

33 ۔ سورۃالنور:11/24

34 ۔ تفسیر مصباحین ترجمہ و تشریح تفسیر جلالین، 42،43/5

35 ۔ سورۃ مریم:33/27/19

36 ۔ سورۃالنساء: 112/4

37 ۔ صحیح مسلم، مسلم ابن الحجاج، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الیعنۃ، حدیث نمبر:6093، دار لسلام، الریاض، 2000ء، ص:1132

38 ۔ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب بدء اتوفی، حدیث نمبر:18، داراسلام للنشر والتوزیع الریاض، 1999ء، ص:6

39 ۔ سنن ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب الادب، باب العینۃ، حدیث نمبر:1449، مکتبہ العلم، اردو بازار، لاہور پاکستان، 595/3

40۔ سنن ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، مترجم، حضرت علامہ وحید الزمان، قرآن محل مولوی مسافر خانہ، کراچی، حدیث نمبر3097، ص:3

41۔ شرح الصدور، عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعیؒ، ص:182

42۔ سنن ابوداؤد شریف، 595/3

43۔ سورۃالنور:4/24

44۔ سورۃالنور:4/24

45 ۔ سنن ابوداؤد شریف، حدیث نمبر:1062، 438/3

46 ۔ صحیح بخاری، مُحَمَّد بن إسماعیل البخاری، کتاب المحاربین من اهل الکفروالرده، حدیث نمبر:6857، ص:1279

47 ۔ سنن الترمذی ،أبوعیسی، مُحَمَّد، الترمذی(279ھ)، بَاب مَا جَاءَ فِی لُزُومِ الْجَمَاعَةِ ،حدیث نمبر:۲۰۹۱

48 ۔ سنن ابوداود(اردو)، حدیث نمبر:3745، ۱/ ۳۷۱

49 ۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح ، حدیث نمبر:6064، ص:1149

50 ۔ صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی ، دار الشعب القاهرة، طبع أول، 1987ء، حدیث نمبر:15، 12/1

51 ۔ الجامع الصحیح، 1987ء، حدیث نمبر:۵۱۴۳، 24/7

52 ۔ سنن ابوداود، سلیمان بن اشعث، بَاب فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ،**حدیث نمبر**:۴۲۷۳،۱۳/ ۷۸

53 ۔ صحیح بخاری ،**حدیث نمبر**:6096،**ص**:1154

54 ۔ سنن الترمذی ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ وَالْعَفْوِ،**حدیث نمبر**:۹۱۳۰

55 ۔ **سنن ابوداود، سلیمان بن اشعث**، باب الأَمْرِ وَالنَّهْيِ،**حدیث نمبر**:۴۳۳۸،۴/ ۲۱۳

56 ۔ سنن ابوداود، باب فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ،**حدیث نمبر**:1484،وزرارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المركز الإسلامی، ۲/263

57 ۔ الزهد والرقائق، عبد الله بن المبارك ،باب ذكر الله عزوجل،تحقيق:حبيب الرحمن الأعظمی، دار الكتب العلمية بيروت،**حدیث نمبر**:۱۰۲۶

58 ۔ الجامع ، عبد الله بن وهب ،تحقيق: د مصطفى حسن ،دار ابن الجوزي الرياض، 1995 م،**حدیث نمبر**:۳۴۲

59 ۔ المجالسة وجواهر العلم، أبو بكر أحمد المالكي،تحقيق : أبو عبيدة دار ابن حزم (بيروت لبنان)، 1419ء،**حدیث نمبر**:۴،۱۵۸۴/ ۳۶۶

60 ۔ سنن ابن ماجة، تحقيق : محمود خليل، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ،**حدیث نمبر**:۲۲۲،**ص**:265۔266

61 ۔ **سورۃ العصر**:103/1۔3

62 ۔ الجامع ،معمر بن راشد ،تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي ،المجلس العلمي بباكستان، 1403 ھ،بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ،**حدیث نمبر**:۲۰۵۷۷

63 ۔ **سورۃ الحجرات**:49/6

64 ۔ الزهد والرقائق ، عبد الله بن المبارك باب الهرب من الخطايا و الزنوب،**حدیث نمبر**:۱،۳۰۶/ ۱۰۳

65 ۔ **سورۃ النساء**:4/58

66 ۔ التفسير من سنن سعيد بن منصور،تحقيق: دار الصميعی للنشر والتوزيع، 1997م،**حدیث نمبر**:۴،۱۲۸۶،۶۵۱